مقدمہ

ایمان والدین

اور

اہل علم کے اقوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہلسنت کا مختار اور پسندیدہ قول یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین ناجی اور جنتی ہیں۔ ان سے ہرگز کفر وشرک ثابت نہیں اس مقصود کو پانے کے لیے اہل علم نے چار راستے اپنائے اور اس پر اپنے اپنے قوی دلائل فراہم کیے ہیں۔

پہلا راستہ: انہیں دین کی دعوت نہیں پہنچی لہذا وہ عذاب میں مبتلا نہ ہوں گے بلکہ نجات پا جائیں گے۔ امام سبکی، امام غزالی، شارح مسلم امام اُبی اور امام شرف الدین مناوی نے اس راہ کو اختیار کیا۔

دوسرا راستہ: یہ اہل فترت میں سے ہیں روز قیامت ان کا امتحان ہوگا اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت وبرکت سے اس امتحان میں کامیابی حاصل کریں گے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کا یہی موقف ہے۔

تیسرا راستہ: وہ زندہ ہوکر حضور ﷺ پر ایمان لائے، امام ابن شاہین، امام ابوبکر خطیب بغدادی، امام ابن عساکر، امام سہیلی، امام محب الدین طبری، امام ناصر الدین دمشقی، حافظ ابن سید الناس، حافظ شمس الدین دمشقی، حافظ ابن حجر مکی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام سید احمد حموی اور امام قرطبی وغیرہم کا یہی موقف ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس موقف پر باقاعدہ مستقل رسالہ لکھا جس کا ترجمہ "

بقیہ صفحہ 6 پر

والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہوکر ایمان لانا" کے نام سے شائع ہے۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اسکے بارے میں واردشدہ حدیث ہرگز موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے بلکہ انہوں نے اسی موضوع پر اپنے دوسرے رسالے "حضور ﷺ کے والدین جنتی ہیں" میں بڑی طویل اور بے نظیر گفتگو کی ہے۔

چوتھا راستہ: وہ دین حنیف پر تھے، امام فخر الدین رازی، علامہ محقق سنوسی، شارح شفاء علامہ تلمسانی، امام ابن حجر مکی کا یہی مؤقف ہے، علامہ زرقانی نے بھی اس کی تائید وتصویب کی۔

آئمہ اُمت کے حوالہ جات

یہاں ہم حضور ﷺ کے والدین شریفین کے حوالے سے مسلمہ ائمہ اُمت کے حوالہ جات تحریر کئے دیتے ہیں:

۱۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (المتوفی: ٦٦٨ھ) تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب التذکرہ ایمان میں تفصیلاً لکھا ہے۔

ان اللہ تعالیٰ احیا لہ اباہ وامہ وامنابہ (الجامع لاحکام القرآن: ٦٤،٢)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے

۲۔ شارح مسلم امام محمد بن خلیفہ الابی (ت: ٨٢٧ھ) ایک حدیث مسلم کے تحت امام نووی کے اس جملہ کہ

کفر پر فوت ہونے والا دوزخی ہے اور اسے کسی رشتہ دار کی قرابت فائدہ نہیں دے سکتی۔ پر لکھتے ہیں:

قلت انظر هذا الاطلاق وقد قال السهيلي ليس لنا ان نقول ذلك فقد قال ﷺ لا تؤذوا الاحياء بسب الاموات وقال تعالىٰ ان الذين يؤذون الله ورسوله ولعله يصح ماجاء انه ﷺ سال الله سبحانه فاحياله ابويه فامنابه وقدر رسول الله ﷺ فوق هذا ولا يعجز الله شيء

کہ میں کہتا ہوں غور کرو امام نووی نے یہ بات ہر ایک کے حوالے سے کہہ دی ہے (حالانکہ حضور ﷺ کے حوالے سے یہ بات درست نہیں) امام سہیلی نے فرمایا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کے حق میں ایسی بات کہنا ہر گز جائز نہیں کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اور ممکن ہے وہ روایت صحیح ہو جس میں ہے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور حضور ﷺ کا مقام اس سے بھی بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھی کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی

آگے امام نووی نے لکھا تھا۔

مذکورہ حدیث یہ بھی واضح کر رہی ہے کہ زمانہ فترت میں بتوں کی پوجا کرنے والا دوزخی ہوگا اور دعوت نہ پہنچنے والے پر عذاب ہوگا کیونکہ انہیں دعوت ابراہیمی پہنچی ہے

اس پر امام اُبی لکھتے ہیں:

قلت تامل مافي كلامه من التنافي فان من بلغتهم الدعوة ليسوا باهل فترة (اکمال المعلم: ۱، ۶۱۶-۶۱۷)

میں کہتا ہوں غور کیجئے۔ ان کے کلام میں تناقض ہے کیونکہ جنہیں دعوت پہنچ گئی وہ اہل فترت رہتے ہی نہیں۔

۳۔ شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی (ت: ۹۲۳) اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کے بعد لکھتے ہیں:

فالحذر الحذر من ذكرهما بما فيه نقص فان ذلك قد يؤذي النبي ﷺ فان العرف جاء بانه اذا ذكر ابو الشخص بما ينقصه اووصف بوصف وذلك الوصف فيه نقص تاذى ولده بذكر ذلك له عند المخاطبة وقد قال عليه السلام لا تؤذوا الاحياء بسب الاموات رواه الطبراني في الصغير ولا ريب ان اذاه عليه السلام كفر يقتل فاعله ان لم يتب عندنا

آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں ہر گز کوئی ایسی گفتگو نہ کی جائے جس میں ان کی طرف کسی نقص یا عیب کی نسبت ہو یقیناً یہ گفتگو نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچائے گی۔ کیونکہ عرف یہ ہے کہ جب بھی کسی کے والد کا عیب یا نقص بیان کیا جاتا ہے تو اس کے تذکرہ سے اسکی اولاد کو اذیت و تکلیف پہنچتی ہے اس لیے آپ ﷺ کی ہدایات میں سے ہے مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو اذیت نہ دو اسے امام طبرانی نے معجم صغیر میں نقل کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کو اذیت

وستاتی مباحث ذالك ان شاء الله تعالیٰ فی الخصائص من مقصد المعجزات وقد اطنب بعض العلماء فی الاستدلال لایمانهما فالله تعالیٰ یثیبه علیٰ قصده الجمیل

(المواہب اللدنیہ ۱:۱۸۲)

دینا کفر ہے اور ایسا کرنے والے کو ہمارے نزدیک قتل کر دیا جائے گا اگر وہ توبہ نہ کرے اس پر مزید بحث مقصد المعجزات میں آرہی ہے بعض علماء (سیوطی) نے والدین مصطفےٰ ﷺ کے ایمان کو متعدد دلائل سے ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس اعلیٰ عمل پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

۴۔ امام عبدالوہاب شعرانی (ت:۹۷۳ھ) امام سیوطی کی تحقیق اور رسائل پر گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وقد طالعتها کلها فرأیتها ترجع الی ان الادب مع رسوله ﷺ واجب وان من اذاه فقد اذی الله وقال تعالیٰ ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا وفی قرآن العظیم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً

میں نے تمام کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور ﷺ کا ادب واحترام لازمی امر ہے اور جس نے آپ ﷺ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت اور ان کیلیے اللہ نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور قرآن عظیم میں یہ بھی ہے کہ اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

قال الشیخ جلال الدین السیوطی خاتمة حفاظ مصر رحمه الله وقد صرح جماعات کثیرة بان ابوی النبی ﷺ لم تبلغهما الدعوة الله تعالیٰ یقول وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا وحکم من لم تبلغه الدعوة انه یموت ناجیاً ولا یعذب ویدخل الجنة

(الیواقیت والجواہر ۲:۳۰۸،۳۰۹)

امام جلال الدین سیوطی (جو مصری حفاظ حدیث میں آخری ہیں) کہتے ہیں اہل علم کی کثیر جماعتوں نے یہ تصریح کی کہ حضور ﷺ کے والدین کو دعوت دین نہیں پہنچی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک ہم رسول نہ بھیج لیں ۔ اور جن لوگوں تک دعوت نہیں پہنچی ان کا حکم یہ ہے کہ وہ ناجی فوت ہوں گے۔ ان پر کوئی عذاب نہ ہوگا اور وہ جنتی ہوں گے۔

۵۔ شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی (المتوفی:۹۷۴ھ) شرح قصیدہ اُم القریٰ میں اہم نوٹ لکھتے ہیں۔

لك ان تاخذ من کلام الناظم الذی علمت ان الاحادیث مصرحة لفظاً فی اکثره ومعنی فی کله ان اباء النبی ﷺ غیر الانبیاء و اُمهاته الی آدم وحواء لیس لهم کافر لان الکافر لایقال فی حقه

تم نے کلام ناظم (امام بوصیری) سے یہ جان لیا کہ احادیث مبارکہ صراحتاً اور معناً واضح کر دیتی ہے کہ حضور ﷺ کے تمام آباء اور مائیں حضرت آدم اور حضرت حوا سے لیکر کوئی کافر نہیں کیونکہ کافر کو اعلیٰ؛ پاک اور بزرگ نہیں کہا جاسکتا۔

انه مختار ولا كريم ولاطاهر
بل نجس كما في اية انما المشر
كون نجس وقد صرحت الا
حاديث السابقة بانهم مختارون
وان الاباء كرام والامهات
طاهرات وايضًا فهم الى
اسماعيل كانوا من اهل الفترة
وهم في حكم المسلمين بنص
الاية وكذا من ابرهيم الى آدم
وكذا بين كل رسولين و ايضًا
قال الله تعالى وتقلبك في
الساجدين على احد التفاسير
فيه ان المراد تنقل نوره من
ساجد الى ساجد وحينئذ فهذا
صريح في ان ابوي النبي
ﷺ امنة وعبدالله من اهل
الجنة لا نهما من اقرب المختارين
له وهذا هو الحق بل في حديث
صحيح غير واحد من الحفاظ

بلکہ وہ سراپا پلید ہیں جیسا کہ فرمان ہے
مشرک نجس ہیں اور احادیث سابقہ
نشاندہی کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ کے آباء
اعلیٰ، افضل اور پاک ہیں۔ وہ حضرت
اسماعیل تک اہل فترت ہیں۔ اور نص
صریح کے مطابق مسلمانوں کے حکم میں
ہیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم سے لیکر
حضرت آدم تک اسی طرح دو رسولوں
کے درمیان بھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی
فرمان ہے وہ آپ کا سجدہ کرنیوالوں میں
منتقل ہونے کو بھی دیکھتا ہے۔ اس کی
ایک تفسیر یہ ہے کہ مراد ایک سجدہ والے
سے دوسرے سجدہ والے کی طرف نور کا
منتقل ہونا ہے۔ تو یہ صراحت ہے کہ حضور
کے والدین جنتی ہیں کیونکہ وہ آپ
ﷺ کے سب سے قریبی اور فضیلت
والے ہیں اور یہی بات حق ہے بلکہ ایک
حدیث میں جس کو متعدد محدثین نے صحیح
قرار دیا اس میں طعن کرنیوالے کی طرف

ولم يلتفتوا لمن طعن فيه ان الله
احياهما له فامنا به خصوصية لهما
وكرامة له ﷺ

(افضل القری لقراء ام القری: ۱-۱۵۱)

توجہ ہی نہیں کی جائیگی کہ اللہ تعالیٰ نے
حضور ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا
اور آپ ﷺ پر ایمان لائے اور یہ
آپ ﷺ کی خصوصیت اور فضیلت ہے

٦: امام ابن نجیم (المتوفی: ۱۰۰۵ھ) کافر پر لعنت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن مات على الكفر ابيح لعنته الا
والدي رسول الله ﷺ لثبوت ان
الله تعالىٰ احياهما حتى أمنا به

(الاشباہ والنظائر: ۴۵۳)

ہر فوت شدہ کافر پر لعنت کرنا جائز ہے
مگر حضور ﷺ کے والدین شریفین
کے بارے میں ثابت ہے کہ زندہ
ہو کر اسلام لائے تھے۔

٧۔ امام احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی: ۱۰۶۹ھ) حضرت عمر عبدالعزیز کے اس عمل پر کہ انہوں نے اس ملازم کو نکال دیا جس نے حضور ﷺ کے والد گرامی کے بارے میں غلط کلمات کہے، لکھتے ہیں۔

وفي ذلك اشارة الى اسلام ابويه
ﷺ قال ابن حجر وهذا هو الحق
بل في حديث صحيح غير واحد
من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن
فيه ان الله تعالىٰ أحياهما له فامنا به
خصوصية لهما وكرامة له ﷺ
فقول ابن دحية يرده القران والاجماع

اس میں حضور ﷺ کے والدین کے اسلام کی
طرف اشارہ ہے حافظ ابن حجر کہتے ہیں ان کا
مسلمان ہونا ہی حق ہے بلکہ حدیث ہے جسے
متعدد حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے اور اس
میں طعن کرنیوالوں کی طرف توجہ ہی نہ کی
جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین
کو زندہ کیا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے،

ليس في محله لان ذلك ممكن شرعًا وعقلاً على جهة الكرامة والخصوصية فلايرده القران والاجماع وكون الايمان به لا ينفع بعد الموت محله في غير الخصوصية والكرامة وما احسن قول بعض المتوقفين في هذه المسئلة الحذر الحذر من ذكرهما بنقص فان ذلك قد يؤذيه ﷺ حديث الطبراني لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات انتهى وحديث مسلم قال رجل يارسول ﷺ اين ابي قال في النار فلما مضى وولى دعاه فقال ان ابي وابا ك في النار يتعين تاويله واظهر تاويله له عندى انه ارادبابيه عمه ابا طالب لان العرب تسمى العم

یہ ان کی خصوصیت ہے اور آپ ﷺ کی شرف عظمت ہے ، ابن دحیہ کا کہنا کہ یہ قرآن واجماع کے خلاف ہے، محل نظر ہے، کیونکہ یہ مذکورہ خصوصیت اور شرافت کے پیش نظر، شرعی اور عقلی طور پر ممکن ہے اسے قرآن اور اجماع رد نہیں کرتے کیونکہ موت کے بعد ایمان کا نفع نہ دینا خصوصیت اور کرامت کے علاوہ میں ہے، اس مسئلہ میں بعض خاموشی اختیار کرنیوالوں نے کیا خوب کہا۔ کہ حضور ﷺ کے والدین کا نقص بیان کرنے سے بچو کیونکہ آپ ﷺ کو اس سے اذیت ہوتی ہے، طبرانی میں حدیث ہے مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو تکلیف مت پہنچاؤ، رہا معاملہ حدیث مسلم کا کہ ایک شخص نے پوچھا تھا یارسول ﷺ میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا آگ میں، جب وہ واپس چلا گیا، آپ ﷺ نے دوبارہ بلا کر فرمایا۔ میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہیں، اسکی تاویل ضروری ہے اور میرے نزدیک خوب صورت ترین اسکی تاویل یہ ہے کہ یہاں اب سے مراد چچا ابوطالب ہے،

ابًا فانه عمه الذى كفله بعد موت جده عبد المطلب وانه ﷺ انما قصد بذلك ان يطيب خاطر ذالك الرجل خشية ان يرتد لوقوع سمعه اولاً ان اباه في النار بدليل انه قال له ذلك بعد ان ولى او كان ذلك قبل ان ينزل عليه قوله تعالىٰ وما كنا معذبين حتى نبعث رسولاً كما وقع له ﷺ ان سئل من اطفال المشركين فقال هم مع ابائهم ثم سئل عنهم فذكرانهم في الجنة

(نسیم الریاض، ۳: ۳۱۴)

کیونکہ عرب چچا کو اب کہتے ہیں کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد چچا نے ہی آپ ﷺ کی کفالت کی تھی ۔ باقی آپ ﷺ نے اسکی تسلی کیلئے ایسا کہا، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سنتے ہی کہ اسکا والد آگ میں ہے مرتد ہو جائے یہی وجہ ہے کہ اسے واپس بلا کر ایسا فرمایا۔ یا یہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے کہ ہم عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ ہم رسول بھیج لیں، جیسا کہ آپ ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا وہ اپنے آباء کیساتھ (دوزخ میں) ہوں گے پھر انکے بارے میں دوبارہ پوچھا گیا تو فرمایا وہ جنتی ہیں

۸۔ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی (ت: ۱۱۲۲ھ) اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی بحث کے بعد اپنا نقطہ نظر ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

وقد بينا لك ايها المالكى حكم الابوين فاذا سئلت عنهما فقل هما في الجنة امالانهما احييا حتى امنا كما جزم به الحافظ السهيلى والقرطبى وناصر الدين بن المنير

اے مالکی (مخاطب) ہم نے تم پر حضور ﷺ کے والدین بارے میں تفصیلاً واضح کر دیا ہے جب کوئی ان کے بارے میں پوچھے تو کہو وہ جنتی ہیں یا تو اس لیے کہ ان دونوں کو زندہ کیا گیا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے جیسا کہ حافظ سہیلی،

وان كان الحديث ضعيفاً كما جزم به اولهم ووافقه جماعة من الحفاظ لانه في منقبة وهي يعمل فيها بالحديث الضعيف واما لانهما في الفترة قبل البعثة ولا تعذيب قبلها كما جزم به الأبي واما لانهما كانا الحنيفية والتوحيد لم يتقدم لهما شرك كما قطع به الامام السنوسي والتلمساني المتأخر محشي الشفاء فهذا ما وقفنا عليه من نصوص علمائنا ولم نر لغيرهم ما يخالفه الا ما يشم من ابن دحية وقد تكفل برده القرطبي

(مصالح السیرۃ المحمدیہ ۱:۳۴۹)

قرطبی اور ناصر الدین ابن المنیر نے اس پر جزم کیا۔ اگر چہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ ان سے پہلے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس پر جزم کا اظہار کیا کیونکہ زیر بحث معاملہ فضائل کا ہے اور ایسے مقام پر حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے یا اس لیے کہ وہ دونوں بعثت سے پہلے زمانہ فترت میں تھے۔ اور بعثت سے پہلے عذاب کا سوال ہی نہیں اس پر امام اُبی نے جزم کیا یا اس لیے کہ وہ دونوں دین حنیفی اور توحید پر تھے اور ان سے شرک ہر گز ثابت نہیں۔ جیسا کہ شیخ سنوسی اور تلمسانی متاخر محشی شفاء نے اس پر یقین کا اظہار کیا یہ ہمارے علماء کی تصریحات ہیں جو ہمارے مطالعہ میں آئیں اور ہم نے اس کے مخالف کسی کو نہیں پایا مگر جس نے ابن دحیہ سے بو پائی لیکن اس کا امام قرطبی نے خوب وکافی رد کیا۔

۹۔ علامہ محمد بن الحاج کردی (المتوفی: ۱۱۸۹ھ) اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی گفتگو میں کہتے ہیں۔

وجب القطع والاعتقاد بنجاتهما تعظيماً لجنابه ﷺ ولا يسكن قلب ذي تقى الا بذلك ـــ ولا يجوز الاقدام علىٰ هذا الحكم الا بعد نص صريح لا يعارضه نص آخر وانىٰ لك هذا في والديه ﷺ اذ ما من دلائل يدل علىٰ عدم نجاتهما الا هو ضعيف ساقط وعارضه دليل مثله او اقوىٰ منه كما بينها الحفاظ (رفع الخفاء، ۱:۵۵)

آپ ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر آپ ﷺ کے والدین کی نجات کا اعتقاد کرنا لازم ہے اور کسی بھی خوف الٰہی رکھنے والے کا دل اس کے بغیر سکون نہیں پا سکتا اور کسی بھی کفر کا حکم ایسی صریح نص کی بنیاد پر لگایا جا سکتا ہے جس کے مخالف کوئی دلیل نہ ہو اور آپ ﷺ کے والدین کریمین کے حق میں ایسی دلیلیں کہاں؟ بلکہ جو بھی دلیل ان کے ناجی ہونے کے خلاف ہے وہ ضعیف اور نا قابل استدلال ہے اس کے مخالف اسکے ہم پلہ یا اس سے قوی دلیل موجود ہے جیسا کہ حفاظ حدیث نے واضح کیا ہے۔

۱۰۔ مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی: ۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں کہ آیت مبارکہ وما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين الاية ۔ کے بارے میں کہنا کہ یہ آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی غلط ہے:

ومايدل علي ان الاية نزلت في امنة أم النبي ﷺ وعبدالله ابيه فلا يصلح منها شئ وليس شئ منها ما يصلح ان يعارض ما ذكرنا في القوة فيجب ردها
(المظہری ۴: ۳۰۶)

جو روایات بتاتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے کوئی بھی قابل استدلال نہیں اور نہ ہی ان میں اپنی مخالف احادیث کے مقابلہ کی صلاحیت ہے لہٰذا ان کی تردید لازمی و ضروری ہے

مخالف کے دلائل کا ضعف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فلا يجوز القول بكون ابوى النبي ﷺ مشركين مستدلاً بهذه الاية وقد صنف الشيخ الاجل جلال الدين السيوطي رضي الله تعالىٰ عنه رسائل في اثبات ايمان ابوى رسول ﷺ وجميع آبائه وامهاته الى آدم عليه السلام وخلصت منها رسالة سميتها بتقديس آباء النبي ﷺ فمن شاء فليرجع اليه
(المظہری ۴: ۳۰۸)

اس مذکورہ آیت سے آپ ﷺ کے والدین کے مشرک ہونے پر استدلال جائز نہیں، ہمارے بزرگ عالم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے والدین بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک آباء اور اُمہات کے ایمان پر متعدد رسائل تحریر کئے ہیں، میں نے بھی ان ہی سے ایک رسالہ تیار کیا ہے جس کا نام ''تقدیس اباء النبی ﷺ'' ہے اسکا مطالعہ مفید رہے گا۔

اسی طرح '' ولاتسئل عن اصحاب الجحيم '' کے تحت مخالف دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فليس بمرضي عندي وليس بقوي ولو صح فلا دليل فيه علىٰ ان المراد باصحاب الجحيم ابواه ﷺ وعلىٰ تقدير التسليم فتلك الاية لا تدل علىٰ كفرهما فان المؤمن قد يكون من اصحاب الجحيم لاكتساب بعض المعاصي حتىٰ تدركه المغفرة بشفاعة شافع او دون ذلك او يبلغ الكتاب اجله وقد صح عنه ﷺ انه قال بعث من خير قرون بني آدم

مجھے یہ پسند نہیں اور نہ ہی یہ قوی ہیں، اگر یہ صحیح بھی ہوں تو اس پر کوئی دلیل نہیں کہ اصحاب جحیم سے مراد آپ ﷺ کے والدین ہیں، اگر تسلیم بھی کر لیں تو یہ آیت انکے کفر پر دال نہیں، کیونکہ بعض مومن بھی تو گناہوں کی وجہ سے اصحاب جحیم ہو سکتے ہیں اور پھر وہ کسی شافع کی شفاعت یا کسی اور سبب یا عذاب مکمل ہونے پر جنت جائیں گے، اور حضور ﷺ سے صحت کیساتھ ثابت ہے فرمایا، میں ہر دور میں اولاد آدم علیہ السلام کے بہتر خاندان میں رہا ہوں

آگے اس پر متعدد روایات صحیحہ پیش کرنے کے بعد فرمایا:

وقد صنف الشيخ الاجل جلال الدين السيوطي في اثبات اسلام آباء النبي رسائل واخذت من تلك الرسائل رسالة ذكرت فيها ما يثبت اسلامهم ويفيد اجوبة شافية لما يدل على خلافه فلله الحمد
(المظہری ۱: ۱۲۰-۱۲۱)

شیخ کامل امام جلال الدین سیوطی نے حضور ﷺ کے آباء و اجداد کے ثبوت اسلام پر متعدد رسائل تصنیف فرمائے ہیں، میں نے بھی ان سے استفادہ کرتے ہوئے رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں انکا اسلام ثابت کیا اور مخالف کے دلائل کا شافی جواب دیا ہے، تمام حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔

سورۃ الشعراء کی آیت "وتقلبك فی الساجدین" کے تحت اسکی مختلف تفاسیر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

بل الاولیٰ ان یقال المراد منه تقلبك من اصلاب الطاهرین الساجدین لله الی ارحام الطاهرات الساجدات ومن ارحام الساجدات الی اصلاب الطاهرین ای الموحدین والموحدات حتی یدل علی ان اباء النبی ﷺ کلهم کانو امؤمنین کذاقال السیوطی ومما یؤید هذاالتاویل ماروٰه البخاری فی الصحیح عنه ﷺ قال بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنًا فقرنًا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه وروٰی مسلم من حدیث واثلة بن الاسقع قوله ﷺ ان الله اصطفیٰ من ولد ابرهیم اسماعیل واصطفیٰ من ولد اسماعیل بنی کنانة

بلکہ یہ کہنا سب سے بہتر ہے کہ یہاں آپ ﷺ کا پاک اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنیوالوں کی پشتوں سے پاک سجدہ کرنیوالی خواتین کے ارحام کی طرف اور موحدہ سجدہ کرنیوالی خواتین کے ارحام سے موحد و پاک پشتوں کی طرف منتقل ہونا مراد ہے۔ حتیٰ کہ یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ حضور ﷺ کے تمام آباء واجداد مومن ہیں، امام سیوطی نے بھی یہی بات کہی ہے آیت کے اس معنیٰ پر روایات واحادیث شاہد ہیں، بخاری میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں ہر دور میں اولاد آدم کے بہتر خاندان میں رہا ہوں، حتیٰ کہ اس خاندان میں بھی جس میں میں ہوں ۔ مسلم میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں سے حضرت اسماعیل کو چنا

واصطفیٰ من بنی کنانة قریشًا واصطفیٰ من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم ـ وقد صنف السیوطی فی اثبات ایمان اباء النبی ﷺ اجمالاً وتفصیلاً کتابا وذکر فیه ماله وما علیه وخلصت منه رسالة فلیرجع الیها (المظہری: ۷/۸۷)

اور اولاد حضرت اسماعیل میں سے کنانہ کو، بنو کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو، اور بنو ہاشم سے مجھے چنا امام سیوطی نے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر چھوٹے بڑے متعدد رسائل لکھے ہیں۔ جن میں خوب تحقیق ہے، بندہ نے بھی ان سے استفادہ کرتے ہوئے ایک رسالہ اس موضوع پر تحریر کیا ہے۔ لہٰذا اسکا بھی مطالعہ کرلیا جائے۔

اس رسالہ کا ترجمہ ڈاکٹر محمود عارف نے کیا ہے جو تقدیس والدین کے نام سے شائع ہوا

۱۱: مولانا بحر العلوم عبد العلی محمد نظام الدین فرنگی محلی (المتوفی: ۱۲۲۵ھ) اس مسئلہ پر رقمطراز ہیں:

ان الانبیاء علیهم السلام معصومون عن حقیقة الکفر وعن حکمه بتبعیة ابآئهم وعلی هذا فلابد من ان یکون تولد الانبیاء بین ابوین مسلمین، اویکون موتهما

حضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف ایک لمحہ کیلئے بھی کفر کی نسبت نہیں کی جا سکتی نہ حقیقتاً اور نہ والدین کے تابع کر کے حکماً لہٰذا ضروری ہے۔ کہ نبی کا تولد مسلمان والدین کے ہاں ہی ہو یا ان دونوں کی موت نبی کے تولد سے پہلے ہو

قبل تولدهم لكن الشق الثاني
فلما يوجد في الاباء لا يمكن
في الامهات، ومن ههنا بطل
مانسب بعضهم من الكفر الىٰ
ام سيد العالم مفخر بني آدم
ﷺ وذلك لانه حينئذ يلزم
نسبة الكفر بالتبع وهو خلاف
الاجماع بل الحق الراجح هو الاول،
واما الاحاديث الواردة في ابوي سيد
العالم صلوات الله وسلامه عليه وآله
واصحابه فمتعارضة مروية احاداً فلا
تعويل عليها في الاعتقاديات واما آزر
فالصحيح انه لم يكن ابا
ابراهيم عليه السلام بل ابوه
تارح كذا صح في بعض التواريخ
وانما كان آزر عم ابراهيم عليه
السلام ورباه الله تعالىٰ في حجره
والعرب تسمي العم الذي ولي
تربية ابن اخيه اباً له وعلىٰ هذا

دوسری صورت اباء میں کم ہے اور ماؤں
میں تو ممکن ہی نہیں کہ وہ تولد سے پہلے
فوت ہو جائیں یہی وجہ ہے کہ سید عالم فخر
بنی آدم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی طرف کفر کی
نسبت کرنا باطل وحرام ہے ورنہ حضور
ﷺ کی طرف بالتبع کفر کی نسبت لازم
آئیگی اور یہ خلاف اجماع ہے بلکہ حق
وراجح قول پہلا ہی ہے کہ نبی کے
والدین مسلمان ہوتے ہیں، رہا معاملہ
ان روایات کا جو آپ ﷺ کے والدین
کے بارے میں مروی ہیں وہ متعارض
اور احاد ہیں ان کو اعتقادیات میں حجت
نہیں بنایا جا سکتا رہا مسئلہ آزر کا تو وہ صحیح
قول پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
والد نہیں بلکہ ان کے والد تارح
ہیں، جیسا کہ بعض تواریخ میں صحت
کیساتھ ثابت ہے۔ ہاں وہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے اللہ تعالیٰ
نے ان کے ذریعے ان کو پالا،

التاويل قوله تعالىٰ واذقال ابرهيم
لابيه آزر (الانعام:۷۴)

اور عرب پرورش کرنے والے چچا کو
بھی اب کہتے ہیں، لہذا اس معنی کے
مطابق سورۃ الانعام کی آیات ۷۴
میں اب سے مراد چچا ہی ہے۔

اور فرمایا:

وهو المراد مما روي في بعض
الصحاح انه نزل في اب سيد العالم
ﷺ (ماكان للنبي والذين اٰمنوا
ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا
اولي قربىٰ من بعد ما تبين لهم
انهم اصحٰب الجحيم (التوبہ:۱۱۳)

بلکہ سورۃ توبہ آیت:۱۱۳ کے بارے میں
جو منقول ہے کہ وہ سید عالم ﷺ کے اب
کے بارے میں نازل ہوئی ہے نبی اور
اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ
مشرکین کے لیے طلب مغفرت کریں
اگر چہ وہ قریبی ہوں اس کے بعد کہ اس
پر انکار ہو جائے کہ وہ دوزخی ہیں۔

فان المراد بالاب العم كيف لاوقد وقع
صريحاً في صحيح البخاري انه نزل في ابي
طالب هذا وينبغي ان يعتقد ان آباء سيد
العالم ﷺ من لدن ابيه الي آدم كلهم
مؤمنون فقد بينه السيوطي بوجه اتم
(فواتح الرحموت ۲:۱۲۲)

تو یہاں اب سے مراد چچا ہی ہے اور یہ
کیسے مراد نہ ہو؟ صحیح البخاری میں صراحۃً
ہے کہ یہ ابو طالب کے بارے میں
نازل ہوئے۔ لہذا عقیدہ یہ رکھنا چاہیے
کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر
آپ ﷺ کے تمام آباء صاحب ایمان
ہیں، امام سیوطی نے اس مسئلہ کو نہایت ہی
کامل انداز میں بیان کیا ہے۔

۱۲:امام احمد بن محمد صاوی مالکی (المتوفی:۱۲۴۱ھ) اللہ تعالیٰ کے مبارک فرمان

وتقلبك في الساجدين

(اللہ) تمہارا سجدہ کرنیواں میں منتقل ہونا دیکھتا ہے۔ (الشعراء:۲۱۹)

کے تحت لکھتے ہیں:

والمراد بالساجدين المؤمنون والمعنىٰ يراك متقلبًا في اصلاب وارحام المؤمنين من آدم الى عبدالله فاصوله جميعًا مؤمنون (حاشیہ صاوی:۳۔۲۵۷)

ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اب معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل ایمان کی پشتوں اور ارحام میں منتقل ہونے کو بھی دیکھتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ کے تمام آباء واصول اہل ایمان ٹھہرے

۱۳:امام ابن عابدین شامی (المتوفی:۱۲۵۲ھ) آپ ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الاترى ان نبينا ﷺ قد اكرمه الله تعالىٰ بحياة ابويه له حتى امنا به كما في الحديث صححه القرطبي وابن ناصر الدين الدمشقي الايمان بعد على خلاف القاعدة اكرامًا لنبيهم ﷺ (فتاوی شامی:۱۔۲۹۸)

تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے اکرام کی وجہ سے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث میں ہے: جسے امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے صحیح قرار دیا، اور یہ تمام بطور معجزہ حضور ﷺ کی وجہ سے ہوا۔

۱۴:علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی:۱۲۷۰ھ) مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

واستدل بالاية على ايمان ابويه ﷺ كما ذهب اليه كثير من اجلة اهل السنة ،وانا اخشى الكفر على من يقول فيهما رضي الله تعالىٰ عنهما على رغم انف على القارى واضرابه بضد ذلك الا اني لا اقول بحجية الاية على هذا المطلب (روح المعانی،۱۱/۱۲۷)

کثیر اہل سنت آئمہ نے اس مبارک آیت سے آپ ﷺ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے، میں ملا علی قاری اور ان کے حواریوں کی مخالفت کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ انکے بارے میں ایسے کلمات کہنے سے مجھے کفر کا خوف ہے، ہاں میرے نزدیک اس آیت مبارکہ کو مذکورہ مسئلہ پر حجت بنانا مناسب نہیں۔

یعنی اسکے علاوہ اس مسئلہ پر کثیر دلائل موجود ہیں۔

۱۵۔امام حسین بن محمد دیار بکری اسے کثیر آئمہ کا مذہب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ويذهب جمع كثير من الائمة الاعلام الى ان ابوى النبى ﷺ ناجيان محكوم لهما بالنجاة في الاخرة وهم اعلم الناس باقوال خالفهم (تاریخ الخمیس،۱:۳۰۱)

کثیر آئمہ اور اکابر کا یہی مسلک ہے کہ حضور ﷺ کے والدین جنتی ہیں اور وہ آخرت میں نجات پانے والے ہیں اور یہ لوگ اس کے مخالف اقوال کو ہم سے بہتر جاننے والے ہیں۔

۱۶۔مولانا محمد ادریس کاندھلوی تفصیلی گفتگو کے بعد رقمطراز ہیں:

حضور ﷺ کے تمام آباء اجداد اپنے اپنے زمانہ کے عقلاء اور حکماء اور سادات عظام اور قائدین کرام تھے۔ فہم فراست، حسن صورت اور حسن سیرت، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال، حلم اور بردباری اور جود وکرم ومہمان نوازی میں یکتائے زمانہ تھے۔ ہر عزت ورفعت اور سیادت ووجاہت کے ماوی وملجا تھے اور سلسلہ نسب کے آباء کرام میں بہت سوں کے متعلق تو احادیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ سے معلوم ہو چکا کہ ملت ابراہیمی پر تھے۔ (جیسا کہ گزر چکا) اور جن آباء اجداد کے ملت ابراہیمی پر ہونے کی احادیث میں تصریح نہیں ان کے احوال ان کے صحیح الفطرت اور سلیم الطبیعت ہونے پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ۱: ۵۰، مطبوعہ دیوبند)

۱۷۔ علامہ سید محمود شکری آلوسی جنہوں نے احوال عرب پر نہایت ہی تحقیقی کام کیا ہے حضور ﷺ کے آباؤ اجداد کے بارے میں رقمطراز ہیں:

وذهب كثير من العلماء الى ان جميع اصل النبی ﷺ من الاباء والامهات كانوا موحدين فی اعتقادهم موقنين بالبعث والحساب وغير ذلك مماجاءت به الحنيفيةمن الاحكام

کثیر علماء کا یہی مؤقف ہے کہ آپ ﷺ کے اصول خواہ وہ آباء ہیں یا اُمہات تمام کے تمام اعتقاد کے اعتبار سے توحید پرست، قیامت اور حساب کتاب اور دیگر ان تمام احکام پر ایمان رکھنے والے تھے جن پر حنفاء لوگ ایمان رکھتے تھے۔

(بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، ۲: ۲۸۲)

آپ ﷺ کے خاندان مبارکہ کے تفصیلی ذکر کے بعد فرماتے ہیں:

كلهم سادة قادة اشتهروا باحسن المكارم والفضائل (ایضا، ۲۸۶)

یہ تمام لوگ اپنے اپنے دور کے سردار اور قائد رہے اور یہ فضائل اور اخلاق کے حوالے سے خوب مشہور تھے۔

۱۸۔ امام ابراہیم بیجوری اہل فترت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں، جب ہم نے اہل فترت کے بارے میں جانا کہ مختار یہی ہے کہ وہ نجات پائیں گے:

لكونهما من اهل الفترة بل جميع آبائه ﷺ وأمهاته ناجون ومحكوم بايمانهم لم يد خلهم كفر ولا رجس ولاعيب ولا شیء مما كان عليه الجاهلية بادلة نقلية كقوله تعالىٰ وتقلبك فی الساجدين وقوله ﷺ لم ازل انتقل من الاصلاب الطاهرات الى الارحام الزاكيات وغير ذلك من الاحاديث البالغة مبلغ التواتر فالحق الذی نلقی الله عليه ان ابويه ناجيان

(تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید: ۴۵)

تم پر یہ بھی آشکار ہو گیا کہ حضور ﷺ کے والدین ناجی ہیں کیونکہ وہ اہل فترت ہیں بلکہ آپ ﷺ کے تمام آباء مائیں صاحب نجات اور صاحب ایمان ہیں ان میں سے کسی میں کفر، جاہلیت اور عیب کی کوئی شے نہ تھی اس پر دلائل نقلیہ شاہد ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وتقلبک فی الساجدین" اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا اور اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں جو حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں لہذا حق یہی ہے کہ ہم اس عقیدہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوں کہ آپ ﷺ کے والدین نجات پانے والے ہیں۔

۱۹۔ شیخ سلیمان جمل حاشیہ قصیدہ ہمزیہ میں رقمطراز ہیں:

صرحت به الاحاديث ان آباء النبی وأمهاته الی آدم وحواء ليس فيهم كافر لان الكافر لا يقال فی حقه انه مختار ولا كريم ولا طاهر بل نجس وهذا صريح فی ان ابوی النبی ﷺ آمنة وعبد الله من اهل الجنة لا نهما اقرب المختارين له ﷺ وهذا هو الحق بل فی حديث صححه غير واحد من الحفاظ ان الله احياهما له فآمنا به خصوصية لهما وكرامة له ﷺ وكون الايمان به لا ينفع بعد الموت محله فی غير الخصوصية والكرامة

احادیث میں تصریح ہے کہ حضور ﷺ کے آباؤ مائیں حضرت آدم اور حضرت حواء علیہم السلام تک ان میں کوئی کافر نہیں۔ کیونکہ کافر کو پسندیدہ، کریم اور طاہر نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ ناپاک ہوتا ہے تو یہ صراحت ہے کہ حضور ﷺ کے والدین سیدہ آمنہ اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی ہیں کیونکہ یہ حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قرب رکھنے والے منتخب ہیں اور یہی بات حق ہے بلکہ حدیث ہے جسے متعدد حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ نے والدین مصطفےٰ ﷺ کو ان کی خصوصیت اور آپ ﷺ کی عظمت کے پیش نظر زندہ کیا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے رہی یہ بات کہ موت کے بعد ایمان نافع نہیں تو وہ مقام خصوصیت اور کرامت کے علاوہ کی بات ہے۔

۲۰۔ شارح شمائل شیخ محمد بن قاسم جسوس رحمۃ اللہ علیہ آپ ﷺ کا نسب مبارک ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ومعتقدنا ان الله تعالیٰ حفظ آباء النبی ﷺ من الشرك والنقائص من اجل حملهم لنوره

(الفوائد الجلیۃ البہیۃ ۱۱:۱۰)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کا مرکز ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے تمام آباء کو شرک ونقائص سے پاک ومحفوظ رکھا۔

اس پر متعدد دلائل اور مختلف اہل علم کی آراء سے تائید لانے کے بعد کہتے ہیں:

واما نجاة ابويه ﷺ وايمانهما بل وحصول اعظم منازل اهل الايمان فهو اعتقادنا يشهد بذلك جلالة قدره وعلو منصبه عند ربه اذا كان الواحد من ذريته بل الواحد من صحابته بل الواحد من أمته ﷺ يناله من فضل الله ورحمته بواسطته وبركته مالا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر حدث عن البحر ولا حرج فكيف لا ينال ابواه ﷺ من ذالك الحظ الاوفر والنصيب الاكبر كيف وقد من الله تعالیٰ عليهما بمزية خروجه من بينهما رحمة للعالمين

(الفوائد الجلیۃ البہیۃ ۱۲:۱۰)

حضور ﷺ کے والدین کی نجات اور ان کا ایمان بلکہ اہل ایمان میں سے بھی بڑھ کر ان کا مقام ہے، ہمارا یہی عقیدہ ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں جو آپ ﷺ کی قدر ومنزلت ہے بلند مرتبہ ہے وہ شاہد ہے جب آپ ﷺ کی اولاد کا ہر فرد بلکہ آپ ﷺ کے ہر ایک صحابی بلکہ آپ ﷺ کا ہر ایک اُمتی آپ ﷺ کے واسطہ اور برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے وہ فضل وانعام پائے گا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور نہ کسی دل پر اس کا تصور گزر سکتا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین اس سے حصہ نہ پائیں؟ حالانکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات اقدس کی ولادت کا ذریعہ وہ بنے۔

۲۱۔امام حافظ نجم الدین الغیطی رحمۃ اللہ علیہ نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحذر الحذر من ذکر والدیہ ﷺ بسوء فانہ یؤذیہ ﷺ
(رفع الخفاء،۱:۶۷)

آپ ﷺ کے والدین کی طرف کبھی بھی کسی برائی کی نسبت نہ کرنا، کیونکہ اس سے آپ ﷺ کو اذیت ہوتی ہے۔

حدیث احیاء والدین کا مقام

علمائے اُمت نے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر کتاب وسنت سے جو دلائل فراہم کیے ہیں ان میں ایک یہ روایت ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور پھر ان کا وصال ہو گیا۔ اس حدیث کو بعض لوگوں نے موضوع قرار دیا، امام سیوطی نے اس کے جواب میں ایک مکمل رسالہ تحریر فرمایا جس میں پختہ دلائل سے ثابت کیا کہ یہ حدیث موضوع ہرگز نہیں، ہاں ضعیف ہے اور فضائل ومناقب میں حدیث ضعیف بالاتفاق مقبول ہے۔ ہم یہاں کچھ اور محدثین کی رائے سے بھی نقل کردیتے ہیں جو سیوطی کی تائید کررہے ہیں۔

۱۔امام ابن حجر مکی (المتوفی:۹۷۴ھ) اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وان کان فیہ ضعف لاوضع خلافاً لمن زعمہ علی ان بعض المتاخرین الحفاظ صححہ
(اشرف الوسائل الی فہم الشمائل: ۳۹)

اگرچہ اس میں ضعف ہے مگر موضوع نہیں جیسا کہ بعض نے گمان کیا علاوہ ازیں متاخرین حفاظ محدثین میں سے بعض نے اسے صحیح کہا ہے

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

حدیث احیاء اُمہ حتی امنت رواہ جماعۃ وصححہ بعض الحفاظ
(ایضا:۲۵۲)

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے زندہ ہوکر ایمان والی حدیث کو ایک پوری جماعت نے روایت کیا اور اسے بعض حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا۔

۲۔امام احمد شہاب الدین خفاجی (المتوفی:۱۰۶۹ھ) ایمان والدین مصطفی ﷺ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

وفی ذلک اشارۃ الی اسلام ابویہ ﷺ قال ابن حجر وھذا ھو الحق بل فی حدیث صححہ غیر واحد من الحفاظ ولم تلتفتوا من طعن فیہ ان اللہ تعالیٰ احیاھما لہ فامنا بہ خصوصیۃ لھما وکرامۃ لہ ﷺ
(نسیم الریاض،۴:۲۱۴)

اس میں حضور ﷺ کے والدین کے ایمان کی طرف اشارہ ہے حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہی بات حق ہے بلکہ حدیث میں ہے جسے متعدد حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے اور اس پر طعن کرنے والوں کی پرواہ نہیں کی، اور وہ حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے اور یہ حضور ﷺ کی خصوصیت وعظمت اور کرامت ہے۔

۳۔شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی:۱۰۵۲) رقمطراز ہیں:

وحدیث احیائے والدین اگرچہ اوبذات خود ضعیف است لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند آں رابتعدد طرق (اشعۃ اللمعات: ۱/۷۱۸)

احیاء والدین والی حدیث اگرچہ بذات خود ضعیف ہے مگر متعدد اسناد کی وجہ سے محدثین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے

اسی حدیث پر سیوطی نے ایک رسالہ ''التعظیم والمنة فی ان ابوی رسول الله فی الجنة'' میں بھی بڑی تفصیلی گفتگو کی جس کی نظیر ملنا مشکل ہے اختتامی گفتگو میں کہتے ہیں

ولولا تفرد به لحکمت له بالحسن (التعظیم والمنة: ۱۳۹)

اور اگر یہ راوی اس کی روایت میں متفرد نہ ہوتا تو اس حدیث کو حسن قرار دے دیتا۔

ان محدثین کے اسمائے گرامی بھی ملاحظہ فرمالیں جنہوں نے اس حدیث کے موضوع ہونے کا انکار کیا ہے۔ امام ابوحفص ابن شاہین، امام ابوبکر خطیب بغدادی، امام ابوالقاسم ابن عساکر، امام ابوالقاسم سہیلی، امام قرطبی، امام محب الدین طبری، امام ناصر الدین ابن المنیر، حافظ فتح الدین بن سید الناس، حافظ شمس الدین دمشقی اور امام صلاح الدین صفدی

ملاعلی قاری کے رسالہ کی اشاعت پر افسوس

ملاعلی قاری نے اس مسئلہ میں جمہور اُمت کی مخالفت کرتے ہوئے ایک رسالہ ''ادلة معتقد ابی حنیفة الاعظم فی ابوی الرسول'' (والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں امام اعظم کے موقف پر دلائل) لکھا جو بڑی آب و تاب کیساتھ شیخ مشہور بن حسن نجدی کی تحقیق کیساتھ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔ ہمیں درج ذیل وجوہ کی بنا پر اسکی اشاعت پر افسوس اور دکھ ہے۔

ملاعلی قاری کی بنیاد درست نہیں

ملاعلی قاری نے جس بنیاد پر یہ مسئلہ اُٹھایا تھا وہ فقہ اکبر کی عبارت تھی۔ کیونکہ انہوں نے ایک مقام پر اس موضوع کی وجہ خود لکھی ہے:

قد التمس منی بعض الخلان من اعیان الاخوان ان اکتب رسالة لمسئلة ذکرها الامام الاعظم المعتبر فی اخر کتابه الفقه الاکبر الذی علیه مدار الاعتقاد للاکثر. فصرت مترددا بین القبول و النکول فاقدم رجلاً واؤخر اخری خوفاً من قبلهم فتنة اخری وحصول بلیة کبری (العماد المرجا لمن یطالع المرقاۃ: ۳۹)

مجھ سے میرے بعد اہم دوستوں نے کہا کہ میں اس مسئلہ پر رسالہ لکھوں جس کا ذکر امام اعظم نے اپنی کتاب فقہ اکبر کے آخر میں کیا ہے۔ اور اس کتاب پر اکثر اعتقاد کا مدار ہے، تو اس بات کے قبول وانکار میں متردد ہوا، کبھی لکھنے اور کبھی نہ لکھنے کا سوچتا کیونکہ مجھے فتنے اور بڑی مصیبت کے کھڑے ہونے کا ڈر تھا۔

خوف فتنہ کیوں؟

یہاں یہ بات بھی سامنے رہنی چاہئے کہ ملاعلی قاری نے اپنے رسالہ میں بار بار کفر پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

واما الاجماع فقد اتفق السلف والخلف من الصحابة و التابعین والائمة الاربعة وسائر المجتهدین علی ذلک (ادلة معتقد ابی حنیفة: ۱)

رہا معاملہ اجماع کا تو اس پر تمام سلف وخلف متفق ہیں خواہ صحابہ ہوں یا تابعین آئمہ ہوں یا دیگر مجتہدین۔

اگراس مسئلہ پر اجماع تھا تو پھر فتنہ اور مصیبت کبریٰ کا خوف کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان پر اجماع تھا جس کی وجہ سے یہ خوف لاحق ہوا۔ پھر رسالہ کا خود نام بھی بتارہا ہے کہ ان کی بنیاد فقہ اکبر کی عبارت ہی بنی تھی۔ لیکن تحقیق کے بعد یہ باتیں سامنے آچکیں ہیں

یہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی کتاب ہی نہیں

فقہ اکبر کے بارے میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہ امام اعظم کی کتاب ہی نہیں۔ خود مشہور بن حسن نجدی (جس نے رسالہ شائع کیا ہے) لکھتے ہیں:

فی صحة نسبة الكتاب للامام ابی حنيفة رحمه لله وقفة لانه متضمن مسائل لم يكن الخوض فيها معروفاً فی عصره ولا العصر الذی سبقه

اس کتاب کی امام اعظم کی طرف نسبت کرنے میں توقف ہے کیونکہ اس میں ایسے مسائل کا ذکر ہے جو انکے دور میں معروف نہ تھے، اور نہ ان سے پہلے دور میں

آگے امام ذہبی کے حوالے سے لکھا:

بلغنا عن ابی مطيع الحكم بن عبد الله البلحی صاحب الفقه الا كبر

ہمیں یہ بات ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی سے پہنچی ہے جو فقہ اکبر کے مصنف ہیں

پھر اس پر شیخ ناصر الدین البانی کا یہ نوٹ لکھا:

فی قول المؤلف صاحب الفقه الا كبر اشارة قوية الی ان كتاب الفقه الا كبر ليس للامام ابی حنيفة عليه الرحمة خلافاً لما هو مشهور عند الحنفية (كتب حزر منها العلماء:۲-۲۹۲)

ذہبی کے قول صاحب فقہ اکبر سے قوی اشارہ مل رہا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی کتاب نہیں بخلاف اس بات کے جو احناف کے ہاں مشہور ہے

یہی بات شیخ ابن تیمیہ نے کہی ہے۔ ملاحظہ ہو (مجموعة الفتاوى ٥:٣٢)

اس نسخہ میں غلطی تھی

اگر تسلیم کرلیا جائے کہ یہ کتاب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی ہی ہے جیسا کہ مشہور ہے پھر اہل علم اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ جو نسخہ ملا علی قاری کے سامنے تھا اس میں غلطی تھی۔

۱: امام احمد طحطاوی حنفی اسی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وما فی الفقه من ان والديه ﷺ ماتا علی الكفر فمدسوس علی الامام ويدل عليه ان النسخ المعتمدة ليس فيها شئی من ذلك (حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار:۲-۸۰)

فقہ اکبر میں جو عبارت آئی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کفر پر فوت ہوئے، یہ امام اعظم پر تہمت ہے۔ اور فقہ اکبر کے متعدد نسخے شاہد ہیں، ان میں ایسی عبارت موجود ہی نہیں۔

۲: شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی تحقیق فرماتے ہیں:

وما نقل عن ابی حنيفة انه قال فی الفقه الا كبر انهما ماتا علی الكفر مردود بان النسخ المعتمدة من الفقه الا كبر ليس فيها شئی من ذالك (الفتاوی الفقہیۃ)

امام ابوحنیفہ کے حوالے سے منقول ہے کہ ''فقہ اکبر'' میں انہوں نے فرمایا والدین نبی کفر پر فوت ہوئے یہ مردود وغلط ہے۔ کیونکہ فقہ اکبر کے معتمد نسخوں میں ایسی کوئی بات موجود نہیں۔

۳: شیخ ابراہیم بیجوری رقمطراز ہیں:

واما ما نقل عن ابی حنیفة فی الفقه الاکبر من ان والدی المصطفیٰ ماتا علی الکفر فمدسوس علیه و حاشاه ان یقول ذلك وغلط ملا علی قاری غفر الله له فی کلمة شنیعة قالها

(شرح جوہرۃ التوحید ص:۴۵)

فقہ اکبر میں امام اعظم کے حوالے سے جو نقل کیا گیا کہ حضور ﷺ کے والدین کفر پر فوت ہوئے یہ سراسر تحریف وتہمت ہے۔اللہ کی قسم:وہ ہرگز ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ملاعلی قاری نے جو اس بارے میں کلمات بد کہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس پر معافی عطا فرمادے۔

۴:صاحب قاموس شارح احیاء علوم الدین امام مرتضیٰ زبیدی کے استاذ امام احمد بن مصطفیٰ حلبی اس عبارت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

ان الناسخ لما رای تکرر ما فی (ماماتا) ظن ان احداهما زائدة فحذفها فذاعت نسخته الخاطئه

کاتب نے جب ''ماماتا'' میں ما کا تکرار دیکھا تو اس نے ایک کو زائد سمجھتے ہوئے حذف کر دیا تو اس وجہ سے غلط نسخہ شائع ہوگیا۔

نہایت ہی اہم دلیل

اس پر انہوں نے یہ اہم دلیل بھی قائم کی کہ مذکورہ فقہ اکبر کی عبارت ہے۔''ووالدارسول الله ماتا علی الکفر وابو طالب مات کافرا'' اگر واقعۃً آپ ﷺ کے والدین کفر پر تھے تو انہیں الگ اور حضرت ابوطالب کو الگ بیان کرنے کا کیا فائدہ؟ انکے الفاظ ملاحظہ کیجئے:

ومن الدلیل علی ذلك سیاق الخبر لان ابا طالب والابوین لو کانو اجمیعًا علی ملة واحدة جمع الثلاثة فی الحکم بجملة واحدة لا بجملتین مع عدم التخالف بینهم فی الحکم

(ملاعلی قاری دائرہ:۱۱۰)

اوراس پر سیاق کلام کی شہادت بھی موجود ہے۔اسلئے کہ اگر ابوطالب اور والدین کی ایک ہی حالت ہوتی تو مصنف ان تمام کا حکم ایک ہی جملہ میں ذکر کر دیتے دو الگ الگ جملے ذکر نہ کرتے کیونکہ پھر ان کے درمیان حکم میں اختلاف ہی نہ تھا۔

یعنی جب مصنف نے الگ الگ دونوں کو بیان کیا ہے تو ماننا پڑیگا دونوں کا حکم الگ الگ ہے اور یہ اس صورت میں ثابت ہوگا جب ''ماماتا علی الکفر'' ہو (کہ وہ دونوں کفر پر فوت نہیں ہوئے)

ملاعلی قاری کی تشکیک

خود ملاعلی قاری بھی فقہ اکبر کے مذکورہ نسخہ کے بارے میں متردد ہیں کیونکہ اس میں یہ عبارت بھی ہے:

ورسول الله ﷺ مات علی الایمان

رسول اللہ ﷺ کا وصال ایمان پر ہوا۔

اس کے تحت ملاعلی قاری لکھتے ہیں:

وفی نسخة زید قوله ورسول الله .. ولیس هذا فی اصل شارح اصور لهذا المیدان لکونه ظاهرًا

فقہ اکبر کے نسخہ میں (جو ملاعلی قاری کے سامنے تھا) امام صاحب کا یہ قول بھی ہے کہ رسول ﷺ.....لیکن یہاں اسے بطور

فی معرض البیان ولایحتاج الی ذکرہ لعلوہ ﷺ فی ھذا الشان ولعل مرام الامام علی تقدیر صحة ورود ھذا الکلام انہ ﷺ من حیث کونہ نبیاً من الانبیاء علیھم السلام وھم کلھم معصومون عن الکفر فی الابتدا

(شرح فقہ اکبر: ۱۰۸ مطبوعہ مصر)

اصل لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ معاملہ تو اس قدر واضح تھا کہ اسے بیان کی حاجت ہی نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا مقام اس سے کہیں بلند ہے۔ اگر اس جملہ کی صحت کو مان لیا جائے تو شاید امام کا مقصود یہ ہو کہ آپ ﷺ نبی ہیں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتدا سے ہی ہر کفر سے معصوم ہوتے ہیں۔

یاد رہے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ملاعلی قاری والا نسخہ قابل اعتماد نہ تھا۔

صحیح نسخوں کا مشاہدہ

اہل تحقیق نے محض ظن سے کام ہی نہیں لیا بلکہ مذکور باتوں کو ثابت کرنے کیلئے فقہ اکبر کے اصلی نسخے تلاش کئے جس کے بعد واضح ہو گیا کہ وہ نسخہ واقعۃً قابل اعتماد نہیں

۱: امام زاہد الکوثری علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ پر تحقیق کی اور لکھا۔

وانی بحمدالله رأیت لفظ (ماماتا) فی نسختین بدار الکتب المصریة قدیمین کمارأی بعض اصدقائی

میں نے اللہ کی توفیق سے دار الکتب المصریہ میں فقہ اکبر کے دو قدیم نسخے دیکھے جن میں "ماماتا" کے الفاظ موجود ہیں،

لفظی (ماماتا) وعلی الفطرة فی نسختین قدیمین بمکتبة شیخ الاسلام وعلی القاری بنیٰ شرحه علی النسخة الخاطئة واساء الادب سامحه الله

(مقدمۃ العالم والمتعلم، ۷)

جیسا کہ میرے بعض دوستوں نے مکتبہ شیخ الاسلام (مدینہ منورہ) میں ایسے نسخے دیکھے جن میں "ماماتا" اور علی الفطرۃ کے الفاظ موجود تھے، ملاعلی قاری نے غلط نسخہ پر بنیاد رکھی اور بے ادبی کے مرتکب ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔

۲. علامہ شیخ مصطفیٰ حمامی مصری رقمطراز ہیں کہ امام صاحب کی کتاب کی عبارت یوں ہے

ووالدا رسول الله ﷺ ماتا علیٰ الفطرة وابو طالب مات کافراً

رسول اللہ ﷺ کے والدین فطرت پر فوت ہوئے اور ابو طالب حالت کفر پہ فوت ہوئے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

ھذا الذی رأیته انا بعینی فی الفقه الاکبر للامام ابی حنیفة بنسخة بمکتبة شیخ الاسلام بالمدینة المنورة ترجع کتابة ھذه النسخة الیٰ عھد بعید حتیٰ قال لی بعض العارفین ھنالك انھا کتبت فی عھد العباسیین

(الامام علی القاری واثرہ: ۱۱۰)

یہ الفاظ میں نے اپنی آنکھوں سے مدینہ منورہ کی شیخ الاسلام لائبریری میں امام صاحب کی کتاب فقہ اکبر کے نسخہ میں دیکھے۔ جس کی کتابت بہت پرانی تھی، حتیٰ کہ بعض ماہرین نے بتایا کہ یہ نسخہ عہد عباسی میں تیار ہوا تھا۔

۳: مکۃ المکرمہ کے عظیم محدث ڈاکٹر محمد علوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی آنکھوں سے وہ نسخہ دیکھا اور اسکا بڑا تفصیل کیساتھ ذکر کیا۔ (الذخائر المحمدیہ: ۳۲،۳۳)

۴۔حضرت مولانا سید حبیب اللہ قادری رشید پاشا اپنے مقالہ شرف نسب میں لکھتے ہیں

ہمارے لیے اب غور طلب امر یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک کیا ہے؟ آپ کی کتاب ''فقہ اکبر'' میں یہ عبارت ملتی ہے:

ووالدا رسول الله ﷺ ماتا على الكفر

رسول خدا ﷺ کے والدین کفر پر مرے (العیاذ باللہ)

والدین کریمین کے کفر وانکار کا سوال ہی کیسے پیدا ہوگا جبکہ دور نبوت انہوں نے نہیں پایا اور عبدالمطلب سے پہلے ہی وفات پا گئے، استاذ محترم حضرت علامہ مولانا ابوالوفاء صاحب افغانی فقیہ جامعہ نظامیہ کے لیے یہ جملہ بڑا ناگوار گزرا اور امام اعظم کی طرف اس عبارت کے منسوب کرنے سے انہیں بڑی تشویش ہوئی، تحقیق شروع کر دی، مدینہ طیبہ کے مکتبہ شیخ الاسلام سے مراسلت کی جہاں اصل نسخہ محفوظ تھا، مخلوطہ کا فوٹو منگوایا گیا (جو احیاء المعارف النعمانیہ واقع جلال کوچہ حیدرآباد میں محفوظ ہے) اصل کتاب کا فوٹو دیکھا تو ''ماتا'' کے اُوپر ایک اور ''ما'' کا اضافہ پایا جو نفی کا کلمہ ہے، اب قطعی تصفیہ ہوگیا کہ وہ دونوں کفر پر وفات نہیں پائے۔

ایک خوبصورت بات

امام زاہد کوثری کہتے ہیں کہ بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں:

وابو النبی ﷺ ماتا على الفطرة ولفظ الفطر قسهلة التحريف الى (الكفر) في الخط الكوفي

حضور ﷺ کے والدین فطرت پر فوت ہوئے اور لفظ الفطرۃ کا کفر کیساتھ تبدیل ہونا خصوصاً خط کوفی میں بہت آسان ہے، اکثر نسخوں

وفی اکثرها (ماماتا على الكفر) كان الامام الاعظم يريد به الرد على من يروى حديث (ابی وابائك في النار ويروى كونهما من اهل النار لان انزال المرء في النار لا يكون الا بدليل يقيني

(مقدمۃ العالم والمتعلم: ۷، مطبوعہ کراچی)

میں ''ماماتا علی الکفر'' ہی ہے جس سے امام اعظم کا مقصد ان لوگوں کا رد تھا جو یہ حدیث بیان کرتے ہیں ''ان ابی'' اور انہیں دوزخی کہتے ہیں کیونکہ کسی کو بھی دوزخی قرار دینے کیلئے دلیل یقینی کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر الفاظ یہی ہوں

اگر یہ تسلیم کرلیں کہ نسخہ صحیح ہے اور اسکے الفاظ بھی یہی ہیں تو متعدد اہل علم نے اکی جوخوبصورت توجیہہ کی ہے اسے تسلیم کرلینا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ انکا وصال، زمانہ کفر میں ہوا، یہ نہیں کہ وہ حالت کفر میں فوت ہوئے۔ (نعوذبالله منه)

۱: امام ابن حجر مکی فتاوی میں فرماتے ہیں کہ اگر ان الفاظ کو تسلیم کرلیا جائے تو:

فمعناه انهما ماتا في زمن الكفر وهذا لايقتضي اتصافهما به

(الفتاوی لابن حجر)

تو معنی یہ ہوگا کہ وہ دونوں زمانہ کفر میں فوت ہوئے اور اس سے انکا کافر ہونا کہاں لازم آتا ہے؟

۲: امام سید محمد بن رسول برزنجی مدنی (المتوفی: ۱۱۰۳ھ) اس بارے میں لکھتے ہیں:

فليس فى هذا القول تصريح بذلك لان قوله "ماتا علىٰ الكفر" المراد بالكفر الفترة فقد تقدم ان الكفر يطلق على الفترة مجازًا فهو على وزن قوله تعالىٰ على فترة من الرسل اى ماتا على الفترة وهذا قول صحيح

اس قول میں انکے کفر پر تصریح نہیں ہے کیونکہ "ماتا علی الکفر" میں کفر سے مراد فترت پر ہے ہو (کتاب کے مقدمہ میں) تفصیلاً گزر چکا ہے کہ مجازی طور پر کفر کا اطلاق فترت پر ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے "علی فترة من الرسل" تو اب معنی ہوگا وہ دونوں زمانہ فترت میں فوت ہوئے اور یہ قول صحیح ہے

اس پر مزید عبارت سے تائید لاتے ہوئے کہتے ہیں:

الا ترى كيف غير العبارة فى ابى طالب فقال فى حقه مات كافرًا فاطلق عليه الكافر حيث انه بلغه الدعوة فكان كفره حقيقتًا نظرًا لظاهر الشرع ولم يطلق ذلك عليهما فلم يقل ماتا كافرين

(سداوالدین:۱۰۹-۱۱۰)

کیا تم نے دیکھا نہیں، امام صاحب نے ابوطالب کے حوالے سے کہا وہ حالت کفر میں فوت ہوئے ان پر کافر ہونے کا اطلاق کیا، کیونکہ انہیں اسلام کی دعوت پہنچ چکی تھی اور ان کا ظاہر شرع پر کفر حقیقی تھا۔ لیکن والدین کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ وہ حالت کفر میں فوت ہوئے

۳: مولانا نجم الغنی رام پوری لکھتے ہیں اگر امام کے قول میں ہوتا "ماتا کافرین" تو گنجائش تعجب تھی حالانکہ "ماتا علی الکفر" واقع ہوا ہے اور اس میں بڑا فرق ہے۔

("تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر":۴۵۸)

۴: مجدد امت حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی بھی اس عبارت کی یہی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"باعتبار اس مسلک (کہ وہ فترت پر فوت ہوئے) کے فقہ اکبر کی عبارت بھی صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں "ماتا علی الکفر" موجود ہے۔ انکی تعذیب کے بارے میں کچھ مذکور نہیں۔ اب صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ ناجی ہوں گے۔ اگر دوسرا مسلک لیا جائے کہ وہ زندہ ہو کر ایمان لائے تو پھر یہ عبارت اسکے منافی نہیں، اگر تیسرا مسلک لیا جائے کہ وہ ملت ابرہیمی (ایمان اجمالی) پر تھے تو فقہ اکبر کی عبارت اسکے بھی منافی نہیں کیونکہ فقہ اکبر میں امام اعظم نے عدم ایمان تفصیلی کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔"

(تلخیص از فتاویٰ عزیزی:۱-۲۹۵)

ملا علی قاری کی توبہ ورجوع

ان تمام جوابات کے علاوہ یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ملا علی قاری نے اس موقف سے توبہ کر لی تھی ۔ محشی نبراس علامہ برخوردار رقمطراز ہیں:

فقد اخطأ وزل لايليق ذلك له نقل توبته من ذلك فى القول المستحسن

("حاشیہ النبراس":۵۲۶)

ملا علی قاری سے اس مسئلہ میں غلطی ہوئی اور وہ پھسل گئے لیکن "القول المستحسن" میں موجود ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ میں رجوع کر لیا تھا یعنی توبہ کر لی تھی۔

شرح شفاء سے تائید

اس بات کی تائید خود ملا علی قاری ان کی کتاب ”شرح الشفاء“ کے بعض نسخوں سے بھی ہوتی ہے۔ اسکے دونوں مقامات ملاحظہ کریجیے:

الشیخ مصطفیٰ الحمامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شرح شفاء میں ملا علی قاری نے جو گفتگو کی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ شرح شفاء کے وہ دو مقامات یہ ہیں۔

پہلا مقام: ایک مقام پر قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کیا کہ ”ذی المجاز“ کے مقام پر سواری کی حالت میں ابوطالب نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے مگر پانی نہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے سواری سے اُتر کر زمین پر پاؤں مارا وہاں سے پانی نکل آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا چچا! یہ پانی پی لو۔ اسکی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وابو طالب لم یصح اسلامه وابویه ففیه اقوال والاصح اسلامهما علیٰ ما اتفق علیه الاجلة من الامة (شرح شفاء:۱۔۲۰۱)

ابوطالب کا ایمان ثابت نہیں مگر آپ ﷺ کے والدین کے بارے میں مختلف اقوال ہیں مختار یہی ہے کہ وہ مسلمان تھے اُمت کے اکابر کا اس پر اتفاق ہے۔

دوسرا مقام: دوسرے مقام پر ملا علی قاری اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اما ما ذکروا من احیائه علیه الصلوٰة والسلام ابویه فالاصح وقع علیٰ ما علیه الجمهور الثقات کما قال السیوطی فی رسآئله (شرح الشفاء:۱۔۶۴۸)

علماء نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہو کر اسلام قبول کرنا بیان کیا ہے۔ یہی مختار ہے۔ جمہور علماء اُمت کی یہی رائے ہے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر متعدد رسائل تصنیف کئے ہیں۔

یاد رہے کہ ”شرح شفاء“ ملا علی قاری کی آخری تصانیف میں سے ہے۔ یہ نسخہ ”شرح الشفاء“ استنبول ۱۳۱۶ھ کا مطبوعہ فقیر کے پاس موجود ہے۔

ہم اپنی بات مولانا عبدالحی لکھنوی کے اس جملہ پر ختم کر رہے ہیں:

الحذر الحذر من التکلم بما یوذی روح المصطفیٰ ﷺ (ظفر الامانی:۴۵۸)

ایسی گفتگو سے ہمیشہ بچو جو روح مصطفیٰ ﷺ کی اذیت کا سبب بن رہی ہو

مستقل کتب کے نام

اس مسئلہ پر مستقل کام کرنے والے مصنفین اوران کتب کے نام ذکر کیے دیتے ہیں۔

سب سے زیادہ کام امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کیا ہے:

۱۔مسالک الحنفاء فی والدی المصطفے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔الدرج المنیفۃ فی الاباء الشریفۃ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔المقامۃ السندسیۃ فی النسبۃ المصطفویۃ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ فی الجنۃ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔نشر العلمین المنفین فی احیاء الابوین الشریفین

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔السبل الجلیۃ فی الاباء العلیۃ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔حدیقۃ الصفاء فی والدی المصطفے، امام سید زبیدی صاحب القاموس

۸۔الانتصار لوالدی النبی المختار، امام سید مرتضی زبیدی صاحب القاموس

۹۔سدادالدین وسدادالدین فی اثبات النجاۃ والدرجات للوالدین،

امام سید محمد رسول برزنجی المتوفی ۱۱۰۳ھ

یہ کتاب پاکستان میں علامہ سید عظمت حسین گیلانی کے توسط سے شائع ہوگئی ہے

۱۰۔اثبات النجاۃ ولایمان لوالدی سید الاکوان

علامہ آفندی داغستانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔شمول الاسلام لا صول الرسول الکرام، امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ھدیۃ الغبی الی اسلام آباء النبی، مولانا سید محمد عبدالغفار قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔تقدیس آباء النبی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر مظہری

۱۴۔حضور کے آباؤ اجداد کا مذھب، اہل حدیث فاضل مولانا محمد ابراھیم میر

۱۵۔والدین مصطفی ﷺ کے بارے میں اظہار حقیقت شیخ محمد علوی مالکی مکی

۱۶۔تنبیہ العقول فی اسلام آباء الرسول، علامہ قاضی ارتضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔رسالۃ فی ابوی النبی ﷺ، علامہ محمد شاہ چلپی قاضی حلب (المتوفی:۹۲۶ھ)

۱۸۔انباء المصطفی فی حق آباء المصطفی، امام ابن الخطب (المتوفی،۹۴۰)

۱۹۔فی اسلام والدی النبی ﷺ، شیخ ابن الملا حلبی (المتوفی:۱۰۱۰ھ)

۲۰۔ھدیۃ الکرام فی حق آباء المصطفی ﷺ

شیخ یوسف بن عبداللہ دمشقی قاضی موصل (۱۰۷۳ھ)

۲۱۔انباء المصطفی فی حق آباء المصطفی ﷺ،

شیخ محمد بن قاسم رومی (المتوفی،۹۷۰ھ)

۲۲۔تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفے فی الدارین الناجین،

شیخ نورالدین الجزار مصری

۲۳۔تحفۃ الصفافی مایتعلق بابوی المصطفی

شیخ احمد اسماعیل الجزائری (المتوفی،۱۱۵۰ھ)

۲۴۔الرد علی من افتحم القدح فی الابوین المکرمین

امام حسن بن عبداللہ حلبی (المتوفی،۱۱۹۰ھ)

۲۵۔قرۃ العینین فی ایمان الوالدین، امام حسین بن احمد دواحجی (۱۱۷۵ھ)

۲۶۔ رسالہ فی ابوی المصطفی

علامہ داؤد بن سلیمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۹ھ

۲۷۔ رسالۃ فی ابوی النبی ، شیخ علی بن حاج شاضی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ نور العینین فی آباء سید الکونین، مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ ابوین مصطفیٰ، علامہ فیض احمد اویسی

۳۰۔ فضائل سیدہ آمنہ، علامہ فیض احمد اویسی

۳۱۔مطالع النوری المنبئی عن طہارۃ النسب العربی

امام عبداللہ بسنوی روی (المتوفی، ۱۰۴۵ھ)

۳۲۔ایمان والدین مصطفےٰ، مفتی محمد خان قادری

۳۳۔ الدرالیتیم فی ایمان آباء النبی الکریم ، حافظ شاہ علی انور قلندر

۳۴۔ارشاد البغی الی اسلام آباء النبی ،

مولانا برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔رسالہ علی ابوی النبی ، شیخ ابن کمال پاشا

۳۶۔ غایۃ الوصول فی نجاۃ ابوی الرسول، شیخ عمران احمد مصری

۳۷۔البدرین فی آباء سید الکونین، مولانا حبیب الرحیم فاروقی

۳۸۔القول المنقول فی نجاۃ ابوی الرسول مولانا جان محمد محمود پوری

۳۹۔درج البھیۃ فی ایمان الاباء والامہات المصطفویۃ

مولانا خیرالدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد)

۴۰۔والدین مصطفیٰ، حالات وایمان مولانا محمد یسین قصوری

۴۱۔سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا، ڈاکٹر محمد اشرف جلالی

۴۲۔نور الھدیٰ فی آباء المصطفی

۴۳۔ سبل السلام فی حکم آباء سید الانام شیخ محمد امین حنفی مدنی

۴۴۔ تاکید الادلۃ علی نجاۃ والدی النبی ﷺ من النار شیخ محمد نور سوید

۴۵۔القول الجلی بنجاۃ ابوی النبی ﷺ المعروف المطالع النور السنی شیخ عبداللہ بسنوی (المتوفی:۱۰۵۴)

رسائل امام سیوطی کے ترجمہ کے بارے میں

تقریباً ۱۹۹۰ء کی بات ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے ہم حرمین شریفین حاضر ہوئے مکۃ المکرمہ سے حضور سرور دو عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ابواشریف حاضری کا پروگرام طے پایا۔ بندہ مکاتب پر بعض کتب کی تلاش کی وجہ سے وقت مقررہ سے لیٹ ہوگیا، اہل قافلہ خاصہ انتظار کرنے کے بعد ابواشریف روانہ ہو گئے۔ اس محرومی کی وجہ سے جو دل پر گزری وہ الفاظ میں کیسے بیان ہوسکتی ہے؟

آنکھوں سے آنسو رواں دواں ہوگئے اور دل اپنے مالک وخالق کے حضور عرض کناں ہوا کہ ارحم الراحمین میری غلطیوں کو معاف فرمادے تا کہ آئندہ ایسی محرومی نہ ہو۔

رسائلِ سیوطی کا حصول

اسی دن پچھلے پہر بوجھل دل لیے ہوئے ایک مکتبہ پر گیا وہاں دیگر کتب کی تلاش کرتے ہوئے اچانک ایک ایسی کتاب پر نظر پڑی جس کا ٹائیٹل ''الرسائل التسع للسیوطی'' (امام سیوطی کے نو رسائل کا مجموعہ) تھا۔ کتاب اُٹھائی کھولی تا کہ دیکھوں امام صاحب کے کون کون سے رسائل اس میں ہیں۔ جب صفحہ نمبر ۵ سامنے آیا جس میں محقق ڈاکٹر محمد عزیز الدین سعیدی نے تحریر کیا تھا کہ اس میں امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چھ رسائل ہیں جو حضور ﷺ کے والدین کے ایمان ومقام پر ہیں پھر ان کے نام بھی تحریر کیے۔

بس پھر کیا تھا؟ کتاب کو چوما، دل خوشی سے لہلہا اُٹھا اور اپنے رب تعالیٰ کے حضور بار بار سجدہ ریز ہو کر یہ کہہ رہا تھا کہ تو نے حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا

کے توسل سے مجھے انمول خزانہ عطا فرما دیا ہے اگر چہ میں ابواشریف حاضر نہ ہوسکا لیکن ان کی شفقت سے محروم نہیں رہا کیونکہ مجھے ایسے تمام نایاب رسائل حاصل ہوئے جن کے وہاں ملنے کا میں تصور بھی نہ کرسکتا تھا۔

ترجمہ کا پروگرام

یہ پروگرام بنایا کہ پاکستان جاتے ہی ان کا ترجمہ کرونگا انہی دنوں بندہ نے ایمان والدین مصطفےٰ ﷺ پر ایک مقالہ لکھا اس کے مقدمہ میں میں نے یہ الفاظ لکھے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر چھ رسائل تحریر فرمائے ہیں ان کے اردو ترجمہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ قارئین سے التماس ہے وہ دعا کریں کہ اس کی توفیق نصیب ہو۔ (ایمان والدین مصطفےٰ ﷺ ۶)

لیکن بعد میں کچھ ایسی مصروفیات آڑے آتیں رہیں کہ ترجمہ نہ ہوسکا۔ جب میں نے محسوس کیا کہ ہوسکتا ہے کہ وقت نہ ملے، لیکن ان رسائل کا ترجمہ ہمارے معاشرے کے لیے ضروری ہے تو اپنے متعدد ساتھیوں کے یہ کام سپرد کیا لیکن وہ بھی اسے نہ نبھا سکے۔

علامہ محمد صائم چشتی مدظلہ سے ملاقات

کوئی تین سال پہلے فیصل آباد کسی پروگرام میں شرکت کے لیے گیا تو وہاں نامور مصنف عالم دین علامہ محمد صائم چشتی مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ اہل بیت اطہار پر لکھنا پڑھنا ان کا خصوصی ذوق ہے۔ ان سے رسائل کے بارے میں بات ہوئی تو فرمایا آپ بھیج دیں میں ان رسائل کا ترجمہ کردونگا اس پر بہت خوشی ہوئی۔

انہی دنوں انہیں لاہور آنا ہوا تو ہمارے جامعہ اسلامیہ لاہور میں خود تشریف لے آئے اور رسائل ترجمہ کے لیے لے گے، انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے بہت جلد ترجمہ کر کے روانہ کردیا۔ بندہ نے اپنی ہمت وعلم کے مطابق اس پر نظر ثانی کی اور تمام کتابت کروا کر موصوف کو بھجوائی تا کہ اس کی پروف ریڈنگ فرما دیں۔ لیکن انہوں نے وہاں مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا جس کی وجہ سے انہیں وقت نہیں مل رہا تھا۔

سانحہ ابواشریف

۱۹۹۹ء رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بعض سعودی نجدیوں نے مقام ابواشریف میں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار عالی کو بلڈوز کردیا جس پر پورے عالم اسلام میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی لاہور میں ہم نے تحریک تحفظ آثار رسول اللہ ﷺ تنظیم بنائی جس کے تحت لاہور کے ہر مرکزی مقام پر سانحہ ابوا کانفرنس کا، اہتمام کیا بحمد اللہ! اس مسئلہ پر خوب احتجاج بھی ہوا۔

رسائل سیوطی کا تذکرہ

اب جہاں جاتے، رسائل سیوطی کا وہاں تذکرہ ہوتا۔ کیونکہ اس موضوع پر ب سے بڑا کام یہی ہے۔ بندہ عرض کرتا کہ جیسے ہی فیصل آباد سے ان رسائل کا ترجمہ واپس آتا ہے انہیں شائع کردیا جائے گا۔ لیکن محترم صائم صاحب مدظلہ کی مصروفیات آڑے آرہی تھیں۔

۲ جون کو ترجمہ کا افتتاح

مسلسل علماء اور ساتھیوں کے اصرار پر یہ سوچا کہ ایک کتاب کے متعدد تراجم بھی تو ہو سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی تصور بار بار آرہا تھا کہ سن ۹۰ میں یہ نعمت حاصل ہوئی، کتنا عرصہ گزرا کہ اب تک اس کا ترجمہ سامنے نہ آسکا، کہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں گرفت ہی نہ ہو تو ۲ جون ۱۹۹۹ء بروز بدھ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے مبارک نام سے ترجمہ شروع کردیا۔

۱۹ ایام میں تکمیل

اللہ تعالیٰ کے فضل ولطف سے بڑے سائز کے ۲۳۱ صفحات پر مشتمل چھ رسائل کا ترجمہ ۲۳ جون بروز بدھ ۱۹۹۹ء بوقت پونے گیارہ بجے مطابق ۸ ربیع الاول ۱۴۲۰ ہجری کو مکمل ہوگیا، درمیان میں دو دن بخار کی وجہ سے کام نہ کر پایا تو اس طرح انیس ایام میں اس ترجمہ کی تکمیل ہوئی یہ سب اللہ تعالیٰ کی، حضور ﷺ کے والدین کریمین کی برکت وشفقت سے ہے ورنہ اتنے سالوں سے رکا ہوا کام اتنے قلیل عرصہ میں کیسے ہوسکتا ہے؟

مراحل طباعت

اس کی طباعت کا مرحلہ شروع ہوا تو ڈائریکٹر حجاز پبلی کیشنز لاہور حافظ ابوسفیان، اسرار احمد، محترم اعجاز احمد، محمد ظفر اقبال مدثر اعوان (کیلانی) اور محمد شہباز نے اس سلسلہ میں بڑی محنت کی جس کے سبب ستمبر ۱۹۹۹ء میں تمام کی طباعت مکمل ہوئی۔ ہمارے ایک ساتھی محترم سعید احمد ہیں جنہوں نے طباعت میں مالی تعاون فرمایا۔ بندہ دعا گو ہے اللہ تعالیٰ ان تمام ساتھیوں کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

رسائل چھ ہیں

امام سیوطی کے مذکورہ چھ رسائل کے علاوہ ایک رسالہ ''الفوائد الکامنة فی ایمان السیدة آمنة'' کے نام سے بھی مصر سے شائع ہوا جسے دیکھ کر ہمیں مغالطہ ہوا کہ سیوطی علیہ الرحمہ کے اس موضوع پر سات رسائل ہیں اس کی تائید مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے:

فان للسیوطی فی هذه المسئلة سبع رسائل بسط الکلام فیما بما لا مزید علیه

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر سات رسائل تصنیف فرمائے اور ان میں اس قدر گفتگو کی ہے کہ اس اضافہ ممکن نہیں۔

(ظفر الامانی: ۴۵۹)

لیکن تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ رسائل چھ ہی ہیں، ساتواں رسالہ ''الفوائد الکامنة، بعینہ التعظیم والمنة'' ہی ہے عظیم محقق علامہ حسین محمد علی شکری لکھتے ہیں

هذه الرسالة المسماة الفوائد الكامنة فی ایمان السیدة آمنة هی عین الرسالة المسماة التعظیم والمنة فی ان ابوی النبی فی الجنة وقد ظهر لنا ذلك من خلال مقابلة النصوص الواردة منها فی هذا الكتاب بالاصل المطبوع للرسالة الثانیة الذكر وقد ذكر علامة السید عبد الحی الكتانی فی فهرس الفهارس مایؤید ذلك حیث ذكر الرسالة الاولی واشار الی انها تعرف كذلك بالاسم الاخر وقد طبعت هذه الرسالة مستقلة وبین الناشر لها انها هی الرسالة التی تعرف بالتعظیم والمنة

(حاشیہ سداد الدین: ۳۸)

یہ رسالہ جس کا نام'' الفوائد الکامنة فی ایمان السیدة آمنة'' ہے یہ بعینہ وہی رسالہ، جس کا نام ''التعظیم المنة فی ان ابوی ان النبی فی الجنة'' ہے یہ بات اس وقت سامنے آئی جب ہم نے اس کتاب (سداد الدین) میں ان سے منقول عبارات کا تقابل کروایا اس بات کی تائید علامہ سید عبدالحی الکتانی کی اس بات سے بھی ہوئی جو انہوں نے فہرس الفہارس میں لکھی انہوں نے پہلے رسالے کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ یہ ایک اور نام سے بھی معروف ہے اور یہ رسالہ مستقل طور پر شائع ہو گیا ہے لیکن ناشر نے واضح کر دیا ہے کہ یہ وہی رسالہ ہے جو التعظیم والمنة کے نام سے معروف ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح

اس کے بعد ہمیں خود امام سیوطی علیہ الرحمہ کی تصریح بھی مل گئی ہے کہ میں نے اس موضوع پر چھ رسائل تحریر کیے ہیں۔ دوران الغلکی علی ابن الکر کی میں مخالف کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والثانی انه تکلم فی حق والدی المصطفی بما لایحل لمسلم ذکرہ ولا یسوغ ان یجزم علیه فکرہ فوجب علی ان اقوم علیه بالانکار وان استعمل فی تنزیه هذا المقام الشریف الاقلام والافکار فالفت فی ذالك ست مولفات شحنته بالفوائد وهی فی الحقیقة ابکار ومن ذالذی یستطیع علی قیامی فی ذلك او یلقی نفسه فی هذه المهالك من انکر ذلك اکاد اقول بکفر واستغرق العمر بهجره

(تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر:۴۵۸)

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے والدین کے خلاف ایسی بات کی ہے جس کا ذکر مسلمان کے لیے جائز نہیں اور نہ ہی اسے عقیدہ بنانا جائز ہے تو پھر یہ لازم تھا کہ میں اس کا رد لکھوں اور اس عظیم مقام کے تقدس کے پیش نظر قلم اور فکر کو حرکت میں لاؤں، تو میں نے اس مسئلہ پر چھ رسائل تصنیف کیے جو فوائد سے مالا مال ہیں۔ اور یہ حقیقۃً اس موضوع پر پہلا ہی کام ہے اور کون ہے جو میرے رد کے لیے اُٹھے گا حتی کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ جو اس عقیدہ کا منکر ہے میں تو اسے قریب کفر سمجھتا ہوں اور عمر بھر اس سے بائیکاٹ رکھوں گا

ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ یہ سات رسائل نہیں بلکہ چھ ہی ہیں۔

اہم نوٹ: ہم نے ترجمہ کے ساتھ ساتھ حوالہ جات کی تخریج بھی کردی ہے تاکہ اہل علم کے لیے اصل کتاب کی طرف رجوع میں آسانی ہو جائے۔ اردو کے ساتھ عربی نسخہ بھی شائع کردیا ہے تاکہ اس کا حصول دشوار نہ رہے اور علماء اصل سے استفادہ کرسکیں

آخر میں اپنے رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جو مجھے ان اعلیٰ موضوعات پر کام کی توفیق دیتا ہے اور ان کی اشاعت کے لیے وسائل فراہم فرماتا ہے اور پھر انہیں لوگوں میں مقبولیت عطا فرماتا ہے۔

الغرض سبھی کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کا ہی ہے۔ ہمارا اس میں کچھ نہیں دعا ہے کہ وہ ہمیں شکر گزار غلام بننے کی توفیق دیدیں۔

بھلا ہووی

میریا مہرباناں نالے قدرداناں
بڑے کرم کمانے نی بھلا ہووی
ککھاں وچ پئے رلدے سن بخت میرے
ککھوں لکھ بنائے نی بھلا ہووی
کلر شور زمین ساں مہرباناں
بوٹے کرم دے لائے نی بھلا ہووی
سارا پتہ ای سردار مینوں کیتیاں دا
پردے عیباں تے پائے نی بھلا ہووی

یہ بندہ کی طرف سے عجز و نیاز حضور ﷺ کے والدین کریمین کی خدمت میں ادنیٰ سا ہدیہ بھی ہے اگر وہ قبول فرمالیں تو میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔

فائدہ: ملا علی قاری کا مذکورہ رسالہ کے تفصیلی رد کے لیے امام سید محمد رسول مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "سداد الدین" کا مطالعہ نہایت ہی مفید ہے، جو مدینہ طیبہ سے شائع ہو چکی ہے

خادم والدین مصطفیٰ ﷺ

محمد خان قادری

مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان لاہور

بروز ہفتہ بوقت گیارہ بجے دن

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ ستمبر ۱۹۹۹ء

نوٹ: اب پاکستان میں بھی دستیاب ہے۔

یاد رہے یہ مقدمہ ستمبر ۱۹۹۹ء کو لکھا ہے ان میں سے کچھ لوگ مثلاً علامہ محمد دائم چشتی قدس سرہ کا وصال ہو چکا ہے، یہ گیارہ سال پہلے کی تحریر ہے۔ اب مطالعہ میں کافی چیزیں آئی ہیں کسی وقت انہیں جمع کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان دنوں تفسیر کبیر کے ترجمہ کی طرف ساری توجہ ہے اس کے ۱۱۶ اجزا کا ترجمہ ہو چکا ہے بقیہ کی تکمیل کے لیے دعا فرمائیں۔

محمد خان قادری

۱۱ نومبر ۲۰۱۰ء بمطابق ۴ ذوالحج ۱۴۳۱ھ

بروز جمعرات بمقام جامعہ اسلامیہ لاہور